علماء کرام کا مشترکہ اعلامیہ......ایک مستحسن اقدام

مولانا زاہد الراشدی

ملک کے تیس سرکردہ علمائے کرام نے جن میں مختلف مکاتب فکر کے زعماء شامل ہیں، اپنے مشترکہ اعلامیہ میں ملک کی عمومی صورت حال کا جو تجزیہ کیا ہے، اور اس کے حل کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں، وہ پاکستان کے ہر محب وطن شہری کے دل کی آواز ہے۔ آپ ملک کے کسی بھی حصے میں کسی ایسی جگہ پر چلے جائیں جہاں عام لوگ مل بیٹھ کر تبادلہ خیال کیا کرتے ہیں، آپ کو اسی قسم کی باتیں سننے کو ملیں گی اور خیالات کی ہم آہنگی کا یہ منظر آپ کو ہر جگہ اور ہر سطح پر نظر آئے گا۔ اس وقت جب کہ حکومت کے اعلان کے مطابق عام انتخابات میں صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں، اور بہت سی سیاسی پارٹیاں اس الیکشن میں حصہ لے رہی ہیں، وہ گہما گہمی اور عوامی دلچسپی کسی طرف دکھائی نہیں دیتی، جو ہمارے ملک میں عام انتخابات کے موقع پر ہوا کرتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بتائی جاتی ہے کہ عوام ان انتخابات سے کسی ایسی تبدیلی کے امکانات کی امید نہیں کر رہے جس سے ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کے روز افزوں مسائل ومشکلات میں بہتری کی کوئی شکل نظر آتی ہو، اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خود ان انتخابات کے بروقت انعقاد پر بھی بہت سے لوگوں کو یقین نہیں ہے اور بے یقینی اور تذبذب کی کچھ ایسی فضا پیدا ہوگئی ہے کہ الیکشن میں حصہ لینے والے امیدوار بھی اپنی الیکشن مہم میں اعتماد اور یقین کا عنصر پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے۔

اس وقت عمومی منظر یہ ہے کہ ایک طرف وہ سیاسی جماعتیں ہیں جو انتخابات میں حصہ لے رہی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ جمہوریت کے تسلسل کو قائم رکھنے اور اس کی طرف پیش رفت کے لئے ایسا کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ دوسری طرف اے پی ڈی ایم کے عنوان سے بعض سیاسی پارٹیاں الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر کے احتجاجی تحریک کو منظم کرنے کے لئے جگہ جگہ جلسے کر رہی ہیں۔ تیسری طرف وکلاء کی بحالیٔ دستور کی تحریک مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ روز ۳۱ جنوری کو ملک بھر میں وکلاء نے معزول چیف جسٹس جناب جسٹس افتخار محمد چوہدری اور ان کے رفقاء معزول جج صاحبان کے ساتھ یک جہتی اور ہم آہنگی کے اظہار کے لئے ''یوم افتخار'' منایا، جس کے تحت مختلف شہروں

میں ریلیاں منعقد ہوئیں، عدالتوں کا بائیکاٹ ہوا اور احتجاجی جلسوں سے نامور وکلاء نے خطاب کیا، چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کا وہ خط بھی اس موقع پر سامنے آیا ہے جس میں انہوں نے صدر پرویز مشرف کے حالیہ دورۂ یورپ کے دوران ان کی طرف سے جج صاحبان کے خلاف لگائے گئے الزامات کا جواب دیا ہے، اور اس موقف کا دوٹوک اظہار کیا ہے کہ اعلیٰ عدالتوں کے معزز جج صاحبان کو معزول کرنے اور اس نوعیت کے دوسرے اقدامات ماورائے آئین ہیں جن کا دستوری طور پر کوئی جواز نہیں ہے اور صدر پرویز مشرف جو کچھ کر رہے ہیں اسے ایک آئینی صدر کے اقدامات کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ چوتھی جانب پاک فوج کے ریٹائرڈ جنرل صاحبان نے بھی اس موقع پر سامنے آنے کا فیصلہ کیا ہے اور ان کے اب تک دو اجلاس ہو چکے ہیں، جن میں صدر پرویز مشرف سے اقتدار چھوڑنے کا مطالبہ کرتے ہوئے ریٹائرڈ جنرل صاحبان کی ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو جنرل پرویز مشرف کی صدارت سے دست برداری کو یقینی بنانے کی راہیں تلاش کرے گی مگر صدر پرویز مشرف اس سب کچھ کے باوجود بظاہر ابھی تک اپنے موقف اور پوزیشن پر ڈٹے ہوئے ہیں اور قوم کے مختلف طبقوں کی آواز پر توجہ دینے کی بجائے ان سے کمانڈو طرز پر نمٹنے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔

اس پس منظر میں دینی حلقوں بالخصوص علماء کرام کی جماعتوں کی اس طرح کی خاموشی کو سنجیدہ اور محب وطن حلقوں میں محسوس کیا جا رہا تھا کہ گروہی اور جماعتی سیاست سے بالاتر ہو کر ملک کی رائے عامہ اور اجتماعی صورت حال کے دائرے میں اس کی طرف سے کوئی واضح بات سامنے نہیں آ رہی جب کہ عوام کا ایک بڑا حصہ پہلے کی طرح اب بھی راہ نمائی کے لئے جید علماء کرام اور دینی جماعتوں کی طرف دیکھ رہا ہے اور ان سے اس سمت پیش رفت کی توقع رکھتا ہے۔

گزشتہ روز مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا اور بعض احباب سے اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی تو اس موقع پر بطور خاص اس بات کو محسوس کیا گیا کہ وکلاء کی طرف سے دستور کی بحالی کی جو تحریک آگے بڑھ رہی ہے اور جس کے بارے میں یہ توقع پیدا ہو رہی ہے کہ الیکشن کے بعد یا ان کے خدانخواستہ منعقد نہ ہونے کی صورت میں ملک میں عوامی تحریک کا یہی فورم سب سے زیادہ مؤثر اور بھرپور ہوگا اور بہت سے سیاسی مبصرین کے خیال میں ملک کے دستوری اور سیاسی مستقبل کا زیادہ تر انحصار اور دارومدار اب اسی تحریک کی کامیابی پر ہوگا جو اعلیٰ عدالتوں کے معزول ججوں کی بحالی اور دستور کی بالاتری کے لئے وکلاء کے پلیٹ فارم سے منظم کی جا رہی ہے۔ لیکن اس تحریک میں صرف جمہوری اقدار کی سربلندی کی بات کی جا رہی ہے اور اسلام کا نام برائے وزن بیت بھی کسی جانب سے سامنے نہیں آ رہا، حالانکہ پاکستان کے قیام کے مقاصد میں اسلام اور جمہوریت دونوں کو بنیاد بنایا گیا تھا۔ قرارداد مقاصد میں اسلام اور

جمہوریت دونوں کو بنیاد بنایا گیا تھا۔قرارداد مقاصد میں اسلام اور جمہوریت کو پہلو بہ پہلو رکھا گیا ہے۔تمام مکاتب فکر کے ۳۱ علماء کرام کے ۲۲ متفقہ دستوری نکات کی بنیاد بھی اسلام اور جمہوریت دونوں پر ہے۔۱۹۷۳ء کے دستور میں اسلام اور جمہوریت کو متوازن دکھایا گیا ہے اور اس طرح یہ پوری قوم کا متفقہ اور اجماعی فیصلہ ہے کہ پاکستان میں طرز حکومت جمہوری ہوگا لیکن اس کی نظریاتی بنیاد اسلام پر ہوگی جس کی عملی صورت دستور میں یہ طے کی گئی ہے کہ ملک میں حکومت عوام کے منتخب نمائندے کریں گے اور قانون سازی کی مجاز منتخب پارلیمنٹ ہوگی لیکن یہ دونوں ادارے ان پالیسیوں اور اپنے احکامات وقوانین میں قرآن وسنت کے پابند ہوں گے مگر وکلاء کی تحریک جس رخ پر آگے بڑھ رہی ہے اور اس کے لئے جو عزائم، بیانات اور خطابات سننے اور پڑھنے میں آرہے ہیں، ان میں اسلام اور جمہوریت کا یہ توازن نظر نہیں آتا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ملک کے نظریاتی تشخص کو غیر محسوس انداز میں دھیرے دھیرے پس منظر میں لے جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وکلاء کی تحریک میں ''سول سوسائٹی'' کے خوبصورت عنوان کے ساتھ وہ سیکولر لابیاں اور این جی اوز بھی شریک ہوگئی ہیں جو ملک کے اسلامی تشخص کو تبدیل کرنے اور پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی خواہاں ہیں، لیکن اپنے اصل عنوان اور اہداف کو سامنے لانے کا حوصلہ نہ پاکر وکلاء کی بحالی دستور کی تحریک کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی منصوبہ بندی کرچکی ہیں، لیکن اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خود دینی حلقے بالخصوص علمائے کرام دستور کی بحالی کی اس تحریک سے لاتعلق ہیں اور اس ملک گیر تحریک میں کسی جگہ بھی ان کی نمائندگی دکھائی نہیں دے رہی۔ یہ ایک ایسا لمحۂ فکریہ ہے جس پر علمائے کرام اور ان کی نمائندگی کرنے والی جماعتوں کو سنجیدگی سے توجہ دینا ہوگی۔

ان حالات میں ملک کے تیس اکابر علمائے کرام کی طرف سے جاری ہونے والا یہ مشترکہ اعلامیہ میرے جیسے نظریاتی کارکنوں کے لئے سخت گرم موسم میں ٹھنڈی ہوا کے ایک خوشگوار جھونکے سے کم نہیں اور میں اسے کراچی کے علمائے کرام کا ایک ''الہامی فیصلہ'' تصور کرتا ہوں جس میں :۱- ماورائے دستور تمام اقدامات کی منسوخی، ۲- عدلیہ کی دستور کے مطابق بحالی، ۳- بلوچستان، سوات اور وزیرستان وغیرہ میں فوجی آپریشن ختم کرکے مذاکرات کا راستہ اختیار کرنے، ۴- دہشت گردی کے خلاف جنگ کے عنوان سے اختیار کی گئی پالیسیوں کو مکمل طور پر ناکام قرار دے کر انہیں فی الفور ختم کرنے اور ۵- صدر پرویز مشرف سے اقتدار سینیٹ کے چیئرمین کے سپرد کردینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مجھے علمائے کرام کے اس مشترکہ اعلامیہ کا مسودہ اشاعت سے قبل ای میل کے ذریعہ بھجوایا گیا اور میری

رائے دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ میرے والدمحترم جناب مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی رائے معلوم کرنے کے لئے بھی کہا گیا چنانچہ یہ مسودہ گکھڑ بھجوایا گیا اور حضرت والدمحترم مدظلہ کو سنایا گیا، جس پر انہوں نے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے اسے جاری کرنے والوں میں اپنا نام شامل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس کے بعد یہ مشترکہ اعلامیہ اخبارات کے لئے جاری کر دیا گیا۔

میں ملک بھر کے دینی راہ نماؤں، کارکنوں، علمائے کرام اور خطباء سے گزارش کروں گا کہ اس مشترکہ اعلامیہ کا بغور مطالعہ کریں اور اسے اپنے اپنے حلقہ میں وکلاء، سیاسی راہ نماؤں، کارکنوں، مختلف طبقات اور تنظیموں کے نمائندوں، اخبار نویسوں، دوستوں اور دیگر حضرات تک زیادہ سے زیادہ پہنچانے کی کوشش کریں۔ اپنے خطبات جمعہ، جلسوں کے خطابات، عام دروس اور اخباری بیانات میں اس موقف اور اس اعلامیہ میں کئے گئے مطالبات کا بار بار اعادہ کریں اور اس قومی جدوجہد میں بھرپور حصہ ڈال کر اس عمومی تأثر کو اپنے عمل اور محنت کے ساتھ زائل کریں کہ ان اہم، نازک اور سنگین قومی مسائل میں ملک کے دینی حلقوں بالخصوص علمائے کرام کو کوئی سنجیدہ دلچسپی نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اس نازک مرحلہ میں اپنے فرائض صحیح طریقہ سے سرانجام دینے میں کامیاب رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆......☆☆

﴿إنّا لِلّٰہ وإنا إلیہ راجعون﴾

دنیائے خط وخطاطی کے افق پر طلوع ہونے والا سورج یعنی رئیس الخطاطین حضرت سید انور حسین نفیس شاہ صاحب 5 فروری 2008ء بروز منگل کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ﴿انا للّٰہ وانا الیہ راجعون﴾

حضرت شاہ صاحب کا وصال عالم اسلام کے لئے عموماً اور عالمی تحریک ختم نبوت کے لئے خصوصاً ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جب کہ شعروسخن اور فن خطاطی کا میدان بھی ایک نابغۂ روزگار ہستی سے محروم ہوگیا۔

ماہنامہ ''وفاق المدارس ملتان'' کے مدیر، مدیر معاون اور تمام عملہ، حضرت شاہ صاحب کے وصال کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فقیدِ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان وعقیدت مندوں کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔

نوٹ: حضرت شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات اور ان کی خدمات پر مشتمل مضمون اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ —— (ادارہ)